اُردو قواعد نویسی کا آغاز و ارتقاء

ڈاکٹر ظفر احمد*

Dr. Zafar Ahmad

Abstract:

"Generally it is considered that mastery of a language's grammar is entirely foreigners' business. In Urdu language case it seems very accurate. Missionaries and traders from Europe initially composed Hindustani language grammars. Last 300 years India's history proves that these language skills smoothed their journey and aided their successes in India. Locals realized its importance later on and started and produced few notable pieces. The key characteristic of Indians works was they were composed under Arabic and Farsi languages Grammar rules. In this article some primary researches of Urdu grammar have been analyzed."

کسی اہل زبان کو اپنی زبان کی قواعد سیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ایک بچہ اپنی مادری یا ملکی زبان بغیر کسی مدد یا تعلیم کے بامحاورہ سیکھتا ہے۔لیکن یہی زبان جب کوئی دوسرا سیکھنے کی کوشش کرتا ہے تب اسے اس زبان کے نظام سے ہم آہنگ ہونے کے لیے اس کی قواعد سیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔عموماً اور اکثر کسی زبان کی صرف و نحو اس وقت لکھی گئی جب کہ کسی غیر قوم کو اس زبان کی تحقیق یا اس کے سیکھنے کی ضرورت واقع ہوئی۔"[۱] قواعد نویسی کے بارے میں ڈاکٹر ابواللیث صدیقی بھی اسی سے ملتے جلتے خیالات رکھتے ہیں۔

اکثر زبانوں میں قواعد کی ترتیب و تدوین اہل زبان سے پہلے دوسری زبان والے کرتے ہیں۔جو کسی سیاسی یا تجارتی مقصد سے کسی نئی زبان کے سیکھنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔لیکن یہ درست نہیں کہ اہل زبان کو کبھی اپنی زبان کی قواعد کی ترتیب و تدوین کی ضرورت محسوس نہ ہو۔[۲]

☆ استاد، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لنگویجز، اسلام آباد

جدید ہندوستانی لسانی تاریخ کا مطالعہ تو اس کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ یہاں مستشرقین کی جانب سے لسانی مباحث کا آغاز ہوا۔ لیکن اگر اس علم کی قدیم تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو معاملہ اس کے الٹ ہے کہ اہل زبان ہی اپنی زبان کی قواعد مرتب کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ زمانہ قبل مسیح میں سنسکرت کے علمائے لسان نے ویدوں کی زبان کی حفاظت کی خاطر اور اس زبان کے بہتر ابلاغ کے لیے اس کی قواعد مرتب کیں۔ اسی لیے علم لسانیات کے مطالعے کی روایت کا قدیم سرا ہندوستان میں ہی ملتا ہے۔ انہیں سنسکرتی علمائے لسان کے کارناموں سے ہی لسانیات کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ تقریباً دو ہزار سال بعد مستشرقین نے سنسکرتی لسانی خزانوں کو دریافت کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ مغربی دنیا کی لسانیات کا اصل اور براہ راست سرچشمہ دو ہزار سالہ قدیم ہند کی لسانیات میں ہے۔[۳] ہندوستانی ماہرین کی قواعد نویسی کے پس پردہ مذہبی جذبہ کارفرما تھا۔ ان کا بیشتر کام ٹیکسالی اور تدریسی نوعیت کا ہے۔ قدیم ہندوستانی قواعد نویسوں میں پانینی کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔ ویدک سنسکرت کی قواعد پر اس کی مرتبہ کتاب کا نام 'پانینیم' یا 'اشٹ ادھیائے' ہے، جو اس موضوع پر ایک مشکل اور پیچیدہ کام ہے۔ اسی لیے بعد میں اس کی تشریح کے لیے تفسیریں لکھی گئیں۔[۴] پانینی قدیم ہندوستان میں پہلا ماہر لسان نہ تھا۔ پروفیسر خلیل صدیقی کے مطابق اس نے اپنی کتاب میں چونسٹھ پیش روؤں کا ذکر کیا ہے۔[۵] 'پانینیم' کی شرحیں لکھنے والوں میں کاتیائین اور پتن جلی کے نام نمایاں ہیں۔ انھوں نے تشریح کے ساتھ ساتھ پانینی کی غلطیاں بھی نشان زد کی ہیں۔

یونان، روم اور عرب میں بھی شروع میں مذہبی و تدریسی مقاصد کے تحت زبانوں کی قواعد پر کام ہوا۔ یونان میں افلاطون نے 'مکالمات' میں گرامر کے عنوان سے لکھنے کے فن پر گفتگو کی ہے۔ ارسطو کے بعد رواقیین نے یونانی لسانی مطالعات کی بنیاد رکھی۔ سکندریہ کے سکول میں پہلی بار جدید قواعد کی بنیاد رکھی گئی۔ یونان کے زوال بعد رومیوں نے لاطینی زبان کی تدریس و تفہیم کے لیے اس کی قواعد مرتب کیں۔ عیسائی مذہب کی تبلیغ اور ترویج، لاطینی قواعد نویسی کا بنیادی محرک تھا۔ عربی زبان کی قواعد مرتب کرنے کا باقاعدہ آغاز آٹھویں صدی ہجری میں ہوتا ہے۔ عربی قواعد بھی مذہبی وجوہات کی بنا پر مرتب ہوئیں۔ عرب سے یہ علم ایران بھی منتقل ہوا۔ فارسی زبان کی

ابتدائی قواعد عربی کے زیر اثر وجود میں آئیں۔[۶] اردومیں قواعد نویسی کی ابتدا انہیں عربی و فارسی اثرات کے تحت شروع ہوئی۔

جدید ہندوستانی میں قواعد نویسی کی ابتدا کرنے کا سہرا مستشرقین کے سر ہے۔ یورپی تاجروں کے ساتھ ساتھ عیسائی مذہب کے مبلغین بھی ہندوستان پہنچے۔ ابلاغ کے لیے ہندوستانی زبانوں پر ان کی توجہ مرکوز ہوئی۔ اردو کو یہ لوگ ہندوستانی، ہندی جیسے ناموں سے پکارتے ہیں۔ اس کی وجہ لازماً یہی تھی کہ اس وقت بھی مقامی بولیوں میں اسے ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ یہ ہندوستان کے اہم علاقوں میں لوگوں کی مادری زبان تھی اور ایک بڑے حصے میں رابطے کی زبان کے طور پر رائج تھی۔ مستشرقین کی ہندوستانی زبانوں میں دل چسپی کے محرکات ابتدا میں تجارتی،سیاسی اور مذہبی نوعیت کے تھے۔[۷] مستشرقین میں سے مذہبی غرض رکھنے والوں نے ہندوستانی لسانی مطالعات میں پہل کی۔ سولھویں صدی میں عیسائی مبلغین برصغیر میں پہنچنا شروع ہوئے اور انہوں نے مقامی زبانوں کی قواعد اور لغات مرتب کیں۔ مبلغین میں پہلا نام جرینیمو ژاویئے (Jeronimo Xavier) کا آتا ہے۔ ان کی لغت کو قدیم ترین ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ اٹھارویں صدی میں اس کام میں تیزی آئی۔ مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے مطابق جان جوشوا کیٹلر پہلے مستشرق ہیں جنہوں نے ہندستانی گرائمر پر ایک مفصل کتاب لکھی۔ ان کے مطابق جان جوشوا کی یہ کتاب لاطینی زبان میں (Gramatica Indostanica) ۱۷۴۳ء میں پہلی بار طبع ہوئی۔[۸-۹] انگریزی زبان میں اردو قواعد نویسی شروع کرنے کا سہرا مسٹر گلڈسن کے سر ہے۔ اس کے بعد مسٹر ہیڈلے نے اردو زبان کی قواعد مرتب کی۔ مولوی عبدالحق کا خیال ہے کہ یہ ۱۷۷۰ء میں طبع ہوئی تھی۔[۱۰]

اردو زبان و ادب کی تاریخ ، فورٹ ولیم کالج کے روح رواں ڈاکٹر جان گلکرسٹ کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ ۱۷۹۶ء میں ان کی گرامر کی کتاب شائع ہوئی۔ ہندوستانی مسلمانوں میں سراج الدین خاں آرزو ' نوادر الفاظ' ، 'سراج الغات' ، ' مثمر' ، ' غرائب الغات' (۱۷۴۰ء تا ۱۷۵۲ء) کے ساتھ اولین لسانی محقق قرار پاتے ہیں۔ اس کے بعد انشاءاللہ خاں انشا کی 'دریائے لطافت' (۱۸۰۲ء) خالص لسانی مباحث کی بنا پر نمایاں مقام پر فائز ہے۔ یاد رہے کہ انشا کی تالیف بھی فارسی میں ہے۔ پنڈت کیفی نے

۱۹۳۵ء میں اس کو اردو میں منتقل کیا۔انیسویں صدی میں سرسید احمد خان، احمد علی دہلوی ، امام بخش صہبائی، محمد حسین آزاد، امیر مینائی وغیرہ کی لسانی کاوشیں بھی سامنے آئیں۔

اردو میں توضیحی لسانیات کی روایت انیسویں صدی میں جڑ پکڑ چکی تھی۔ بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں ہی قواعد پر کئی کتب سامنے آئیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ان میں اولیت مولوی فتح محمد کی 'مصباح القواعد ' کو حاصل ہے جو ۱۹۰۴ء میں طبع ہوئی۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے مطابق عصر حاضر کی اکثر و بیشتر قواعد جالندھری صاحب کی کتاب کو سامنے رکھ کر مرتب ہوئی ہیں۔[۱۱] مولوی عبدالحق کی' قواعد اردو' مطبوعہ ۱۹۱۴ء روایتی طریقے کی بجائے علمی انداز سے مرتبہ کتاب ہے۔ قواعد پر اس طرح کے کام کی مثال دیگر ہند آریائی زبانوں میں نہیں ملتی۔[۱۲] 'آئین اردو' مولوی زین العابدین کی تالیف ہے جو ۱۹۲۶ء میں طبع ہوئی۔ قواعد کی تاریخ میں یہ کتاب بھی اہم مقام پر فائز ہے۔پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی کی تصنیف 'کیفیہ' ۱۹۴۲ء میں اردوزبان خصوصاً قواعد پر بھی مضامین شامل ہیں۔ 'جامع القواعد' کا 'حصہ صرف' ۱۹۷۱ء میں ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے اور 'حصہ نحو' ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے ۱۹۷۳ء میں تالیف کیا۔ جدید لسانیات پر مضبوط گرفت اور اردو قواعد نویسی کی روایت سے بخوبی واقف ہونے کی بنا پر دونوں حصے اردو میں حوالے کا درجہ رکھتے ہیں۔۱۹۸۱ء میں جدید لسانی رجحانات کے زیراثر عصمت جاوید کی کتاب ' 'نئی اردو قواعد' اور ۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر اقتدار حسین خان کی 'اردو صرف و نحو' سامنے آئیں۔ڈاکٹر شوکت سبزواری کا منصوبہ ان کی وفات کے سبب مکمل نہ ہوسکا البتہ مکمل شدہ مواد 'اردو قواعد' کے نام سے ۱۹۸۲ء میں چھپا۔ ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ کی کتاب 'بنیادی اردو قواعد' ۲۰۱۰ء میں طبع ہوئی۔ اگر 'مصباح القواعد' کو اردو قواعد کی نئی تحقیقات میں اولین قرار دیں تو اس اردو قواعد کی روایت شروع ہوئے ایک سو دس سال پورے ہوئے ہیں۔اس مختصر عرصے میں اردو قواعد میں کئی اہم تخلیقات سامنے آئیں۔

قیام پاکستان کے وقت اردو قواعد نویسی کو باقاعدہ شروع ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔البتہ اس موضوع پر قابل ذکر کتابیں سامنے آچکی تھیں۔جیسا کہ ذکر ہوچکا کہ مستشرقین نے اپنے ہم وطنوں کو مقامی زبان سکھانے کے لیے ان زبانوں کی قواعد مرتب

کیں، جو کہ یورپی زبانوں میں تھیں۔اس لیے ان کا فائدہ ہندوستانیوں تک کم ہی پہنچ سکا۔ البتہ ان کے تراجم شاید لسانی ماہرین کے لیے اہم ثابت ہوں، نیز اردو لسانی مطالعے کی تاریخ میں بھی ان کی اہمیت واضح ہے۔انشااللہ خان انشاء کی مرتبہ 'دریائے لطافت' جو کہ ۱۸۰۲ء میں منظر عام پر آئی میں پہلی بار اردو قواعد کا جائزہ لیا گیا۔'دریائے لطافت' میں انشاء نے اردو صرف و نحو کے مسائل پر بحث کی ہے۔انشاء کے پیش نظر عربی و فارسی قواعد کی مثالیں تھیں ، لہٰذا اردو قواعد مرتب کرتے ہوئے ان کے اثرات واضح محسوس کیے جاسکتے ہیں۔قواعد کی ترتیب میں عوامی اور ادبی زبانوں کی بحث الگ الگ کی گئی ہے۔ اردو زبان کے لسانی نظام کو سمجھنے کی کوشش بھی انشاء کے ہاں نظر آجاتی ہے۔اس لسانی نظام میں صرف و نحو کے مقام و مرتبے کا تعین اور بنیادی نظام سے اس کے تعلق کی وضاحت وہ نہیں کرسکے ہیں۔البتہ ہر اکائی کا جائزہ لینے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔فارسی اور اردو کے لسانی نظام میں موجود اختلاف کو مدنظر رکھنے کی ضرورت تھی، لیکن وہ فارسی اثرات سے محفوظ نہیں رکھ سکے ہیں۔

مولوی عبدالحق ' دریائے لطافت' کے مقدمے میں لکھتے ہیں سید انشا ء اللہ خان انشاپہلے شخص ہیں جنہوں نے عربی فارسی زبان کا تتبع چھوڑ کر اردو زبان کی ہیت و اصلیت پر غور کیا اور اس کے قواعد وضع کیے اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہے تو وہ زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے۔(۱۳)

اپنی کتاب میں انشا نے اردو میں دخیل اور مستعار الفاظ ، محاورہ، زبان اور بولی کا فرق، فصاحت و بلاغت کے معیارات پر بحث کی ہے۔جس سے اردو قواعد کا میدان وسیع ہوا۔کیونکہ ایسی روایت پہلے موجود نہ تھی۔اردو کو انشا نے مخلوط زبان کہا ہے جو کہ درست نہیں، البتہ اس دور میں یہی تاثر عام تھا۔لیکن الفاظ کی بنیاد میں یہ بات درست بھی ہے۔اردو میں مقامی کے علاوہ، عربی، فارسی اور ترکی کے علاوہ یورپی زبانوں کے الفاظ بھی تیزی سے داخل ہورہے تھے۔انشا کے مطابق یہ الفاظ اب مستعار نہیں رہے بلکہ دخیل بن گئے ہیں۔کیونکہ بیشتر کا تلفظ اردو کے مطابق ہوگیا ہے، معنی میں تبدیلی بھی عام ہے یا املا مختلف ہوگئی ہے۔سب سے اہم یہ کہ اب یہ اردو کے لسانی نظام کا حصہ

ہوگئے ہیں اور قواعد کے تحت استعمال ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کا فصیح استعمال اب اردو والوں کے مطابق ہو گا۔

انشا نے دہلی اور لکھنؤ کی زبان کا فرق ، محاورے اور بولیوں سے واضح کیا ہے۔ یہ کام لسانی تحقیق میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ انشا نے اردو کے محاوروں کا تجزیہ کرکے ان کی اہمیت اور مختلف علاقائی فرق کو بھی واضح کیا۔ کسی زبان کی بولیوں کا تجزیہ جدید لسانی موضوع ہے۔ دہلی اور لکھنؤ کی بولیوں کا جائزہ لیتے ہوئے انشا نے جن صوتی اور ترکیبی عناصر کو مدنظر رکھا ہے ، بہت حد تک جدید طریقۂ کار کے مطابق ہے۔ انشا کے اس مطالعے سے اس دور کی زبان کا معیار اور اس کے مختلف رنگوں کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث کے مطابق:

> ”کتاب کا ایک نہایت دل چسپ حصہ دہلی کے محلوں کی بول چال کے فرق سے متعلق ہے اور ایک باب میں مصطلحات دہلی کو جمع کر دیا ہے۔ اس طرح دہلی اور لکھنؤ کی زبان کے فرق کو ظاہر کیا گیا ہے اور ان تمام بحثوں میں بڑی لسانی بصیرت کا ثبوت ملتا ہے۔“(۱۴)

انشا سے پہلے اردو اصوات کے حوالے سے کوئی قابل ذکر کام نظر نہیں آتا۔ اس ضمن میں اب تک بحث مخصوص مقامی، عربی و فارسی آوازوں کے حوالے تک محدود تھی۔ انشا نے پہلی بار اردو ہائیہ آوازوں کی حیثیت متعین کی اور پہلی بار ان کو مستقل آوازوں میں شمار کیا۔ انشا نے ان آوازوں کی تعداد سترہ بتائی ہے۔ البتہ مثالیں سولہ کی دی ہیں۔ ’ی‘ کے ساتھ مل کر ایک ہوجانے والی آوازوں کو بھی الگ رکھ کر ان کی تعداد گیارہ بتائی ہے۔ ایسی آوازیں ۲ ہیں جو ’و‘ کے ساتھ لگ کر ایک ہوجاتی ہیں۔ ان کے علاوہ آٹھ آوازیں ایسی ہیں جو ’ن‘ اور ’ہ‘ کے ساتھ مل کر ایک آواز دیتی ہیں۔ یہاں ان سے غلطی ہوگئی ہے۔ حروف کو شمار کرتے ہوئے مصمتوں اور مصوتوں کا فرق نہیں کرپائے ہیں۔ ان میں مصمتے کے بعد مصوتہ موجود ہے جو کہ انشا کے مشاہدے میں نہیں آسکا۔ اس زمانے میں عورتوں کی بولی منفرد شناخت رکھتی تھی۔ انشا نے اس جانب بھی توجہ کی۔ ’دریائے لطافت‘ میں اس کے نمونے ملتے ہیں۔ انشا عورتوں کی زبان، لب و لہجہ،

محاورات و روز مرہ اور مخصوص الفاظ کے ماہر ہونے کے علاوہ بعض الفاظ کے موجد بھی تھے۔[۱۵]

اس کے علاوہ انیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں گلگرسٹ کی کتاب (قواعد اردو)کا بہادر علی حسینی کا کیا ہوا اردو ترجمہ ، روشن علی انصاری ، محمد ابراہیم، سرسید احمد خان، امام بخش صہبائی وغیرہ کی اردو قواعد پر تصنیفات سامنے آئیں۔سرسید احمد خان کی اردو زبان سے محبت ان کی اس تالیف سے عیاں ہوتی ہے۔البتہ مولوی عبدالحق اس کتاب کو زیادہ اہم نہیں سمجھتے۔اس میں صرف و نحو کے معمولی قواعد ہیں۔زیادہ تر مصادر سے بحث کی گئی ہے۔اگرچہ یہ کتاب کچھ ایسی قابل لحاظ نہیں لیکن اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مرحوم کو اردو زبان سے کس قدر دل چسپی تھی۔'[۱۶] انیسویں صدی کے نصف آخر میں مولوی کریم الدین پانی پتی، راجا شیو پرسادکا قواعد اردو پر رسالہ اور کئی دیگر مثالیں بھی ملتی ہیں۔انیسویں صدی میں قواعد اردو پر سامنے آنے والا بیشتر کام تدریسی نوعیت کا ہے۔تعلیمی مقاصد کے تحت مرتبہ، بیشتر تالیفات چند صفحات پر مشتمل ہیں۔یہ سب عربی و فارسی قواعد کو پیش نظر رکھ کر مرتب ہوئیں اور اردو کا لسانی نظام پس منظر میں رہا۔بعض میں علم بدیع ، بیان اور عروض پر بھی بحث شامل ہے، جن کا قواعد سے کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔'ان قواعد نویسوں میں مشترک رجحان شعراء کے کلام سے سند پیش کرنا ہے۔'[۱۷]

اردو لسانیات کا صحیح معنوں میں آغاز بیسویں صدی سے ہوتا ہے۔لسانیات کے دیگر شعبہ جات کی طرح قواعد نویسی میں بھی جدید لسانی طریقہ کار در آیا۔اور اردو کے لسانی ڈھانچے کو مد نظر رکھ کر اس کی قواعد مرتب کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔اس سلسلے کی پہلا کام مولوی فتح محمد خان جالندھری کی تصنیف 'مصباح القواعد' ہے، جو ۱۹۰۴ء میں طبع ہوئی۔مذکورہ کتاب کی تقسیم میں صرف اور نحو کا مطالعہ الگ الگ زمروں میں رکھ کر کیا گیا ہے۔صرف کی تقسیم میں لفظ کی قسمیں،اسم کی قسمیں، مصادر، فعل کی اقسام اور گردانیں شامل ہیں۔کلام اور اس کی ا قسام، مرکبات ، مرکبات کی قسمیں، جملہ اور اقسام کے علاوہ حروف کی بحث شامل ہے۔' عصر حاضر کے اکثر و بیشتر قواعد نویسوں نے فتح محمد جالندھری کی 'مصباح القواعد ' سے استفادہ کیا ہے۔[۱۸]

مولوی عبدالحق کی اردو خدمات سے دنیا اچھی طرح واقف ہے۔مولوی صاحب نے تنقید، تحقیق، اور تدوین کے علاوہ اردو قواعد نویسی میں بھی اپناعلمی حصہ ڈالا۔وہ اردو زبان کے مزاج سے بخوبی واقف تھے۔اردو کے لسانی نظام کو پیش نظر رکھ کر انہوں نے اپنی کتاب 'قواعد اردو' مرتب کی۔کتاب کی ابتدا میں مولوی عبدالحق نے اردو قواعد کے ارتقاء کا مختصر جائزہ لیا ہے۔اس کے بعد 'فصل اول' کے تحت ہجا، اعراب کے علاوہ قمری و شمسی حروف کی تشریح کی گئی ہے۔ان کے مطابق' ہجے میں حروف کی آواز اور حرکات و سکنات سے بحث کی جاتی ہے۔حروف کے مجموعے کو ابجد کہتے ہیں۔'[۱۹] آوازوں کی تحریری صورت ان کے مطابق حرف ہے، جو وہ پہلے ہی بیان کرچکے ہیں۔اردو حروف کے بارے میں لکھتے ہوئے مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ 'چونکہ اردو زبان ہندی، فارسی اورعربی سے مل کر بنی ہے لہٰذا اس میں ان سب زبانوں کے حروف موجود ہیں۔'[۲۰] اس جملے سے یہ غلط فہمی جنم لے رہی ہے کہ وہ اردو کو مخلوط زبان کہ رہے ہیں۔حالانکہ اسی کتاب کے مقدمے میں ان کے الفاظ بڑے واضح ہیں۔

اردو خالص ہندی زبان ہے اور اس کا شمول آریاوی السنہ میں ہے، بخلاف اس کے عربی زبان کا تعلق سامی السنہ سے ہے۔لہٰذا اردو زبان کی صرف و نحو لکھنے میں عربی زبان کا تتبع کسی طرح جائز نہیں۔دونوں زبانوں کی خصوصیات بالکل الگ ہیں، جو غور کرنے سے صاف معلوم ہو جائے گا۔[۲۱]

مفرد حروف کی تقسیم کے بعدچودہ مرکب (ہائیہ) حروف کی فہرست بھی دی گئی ہے۔مولوی صاحب کے مطابق اردو کے کل حروف پچاس ہیں۔[۲۲] بدقسمتی سے اردو حروف کی صحیح تعداد پر بھی محققین فی الحال متفق نہیں۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے ان کی تعداد ۴۸ بتائی ہے۔[۲۳] ڈاکٹر اشرف کمال ۱۷ مرکب حروف کو حروف تہجی میں شمار کرنے کے حق میں نہیں۔بشمول ان کے کل ۵۷ اور اصل حروف ۴۰ بتاتے ہیں۔ڈاکٹر عطش درانی کا حوالہ بھی دیا ہے جو ۵۸ حروف کے حق میں ہیں۔[۲۴] ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ کے مطابق حروف کی تعداد۵۲ ہے۔[۲۵] علاوہ ازیں یہ تعداد ۵۲، ۵۴ اور ۵۶ تک بتائی جاتی ہے۔اس فصل کا دوسرا جزو اعراب ہے جس میں مختصر و طویل حروف علت

کے علاوہ اعراب کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں شمسی اور قمری حروف کا ذکر ہے۔ ان کی تعریف اور مثالیں تو پیش کی گئی ہیں ، لیکن حروف نہیں بتائے گئے۔

فصل دوم کی ابتدا صرف سے ہوتی ہے۔ اس میں اسم ، اسم کی قسمیں، لوازم اسم، صفت اور اقسام، ضمیراور اس کی قسمیں اور ضمائر کے ماخذ پر بھی مختصر بحث شامل ہے۔ اگلے باب میں فعل اور بلحاظ زمانہ اس کی قسمیں، حالتیں اور گردانیں بیان کی گئی ہیں۔ حرف کی تعریف اور اقسام بحث مثالوں کے ساتھ کی گئی ہے۔ فصل سوم کی ابتدا مشتق اور مرکب حروف کی بحث سے ہوتی ہے۔

علم نحو کے مسائل کا بیان فصل چہارم سے ہوتا ہے۔ ابتدا میں ہی انہوں نے وضاحت کردی ہے نحو کی بحث دو الگ الگ عنوانات یعنی نحو تفصیلی اور نحو ترکیبی کے تحت ہوگی۔ نحو تفصیلی میں اجزائے کلام اور ان کے تغیرات کے عمل سے جو ، ان میں بلحاظ تعداد و حالت و زمانہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کا ذکر صرف میں ہوچکا ہے مگر یہاں یہ بحث معنی اور مفہوم کے لحاظ سے کی ہے۔ اور نحو ترکیبی میں انہوں نے جملوں کی ساخت سے بحث کی ہے۔[۲۶] نحو تفصیلی میں کلمے کے معنی میں فرق کا باعث بننے والے صرفی عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس ضمن میں علمی و لسانی دلائل کے علاوہ مثالیں بھی دی گئی ہیں۔ خاص کر اساتذہ کے اشعار کا استعمال بھی جابجا ملتا ہے۔ جن عناصر کو انہوں نے معنی میں تبدیلی کا باعث سمجھا ہے ان میں اسماء کی جنس ، تعداد، حالتیں اور صفات، ضمائر، افعال، تمیز، حروف ، تکرار الفاظ شامل ہیں۔ نحو ترکیبی میں جملے کی ساخت کے باب میں مفرد جملوں کے اجزاء سے بحث شروع کی گئی ہے۔ اس کے بعد مرکب جملوں کا ذکر ہے۔ 'قواعد اردو' کے آخری حصے میں مولوی عبدالحق نے رموز اوقاف اور علم عروض پر اظہار خیال کیا ہے۔

مولوی عبدالحق کی تالیف کی خاص بات یہ نظر آتی ہے کہ پہلی بار اردو کے لسانی نظام کے تحت قواعد نویسی کی۔ ہجا اور عروض کے مباحث کے علاوہ اس میں عربی و فارسی صرف و نحو کی تقلید سے حتی الامکان گریز اختیار کرکے اردو کی ساخت پر توجہ کی گئی ہے۔ اسی لیے قواعد اردو میں مصدر کا بیان نہیں ملتا ، کیونکہ اردو میں وہ مصدر نہیں جو عربی میں ہے۔ لیکن مولوی صاحب اس سے اپنا دامن مکمل نہ بچا سکے اور نہ کرتے

ہوئے اس کو اسم کی فعلی اسم کے زمرے میں بیان کر گئے۔ مصدر کو فعلی اسم کہنا بالکل درست ہے۔ مصدر اول تو ہوتا ہی اسم ہے۔ وہ کسی عمل کی اسمی صورت ہے۔ قواعد اردو میں اس کے علاوہ مصدر کی تعریف نہیں کی گئی۔ حالانکہ مصدر کا استعمال باقاعدہ کیا گیا ہے۔[۲۷] ڈاکٹر مصطفی خان اس کی بعض کمزوریوں کاذ کر کرنے کے باوجود ایک لسانی کارنامہ قرار دیتے ہیں۔

مولوی عبدالحق نے اپنی' قواعد اردو' میں ایک اور طرز اختیار کیا جس کو ان سے پہلے اردو کے کسی اہل زبان قواعد نویس نے اختیار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے 'مصباح القواعد' سے بالکل جدا راہ اختیار کی اور عربی اصول پر قواعد کو مرتب نہیں کیا۔ ان کی 'قواعد اردو 'بڑی حد تک مستشرق قواعد نویسوں کے اصول پر لکھی گئی ہے، مگر چونکہ وہ اردو کے بہترین مزاج شناس ہیں، اس لیے انہوں نے جدید مغربی اصول قواعد سے استفادے کے ساتھ اردو کی انفرادیت کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ جہاں تک ترکیب مباحث کا تعلق ہے ان کی قواعد میں حصہ نحو کیلاگ کی ہندی گرامر کے حصہ نحو سے بہت کچھ مستعار و مماثل ہے، مگر اہم نحوی مسائل پر دسترس اور اصابت رائے کے لحاظ سے مولوی صاحب بہت آگے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ 'قواعد اردو' مولوی حاحب کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔[۲۸]

'قواعد اردو' کے حصہ نحو کی ترتیب چونکہ کیلاگ کی گرامر کی جیسی ہے۔ جس کی وجہ سے اس پر اعتراض بھی کیا گیا۔ مولوی محمد زین العابدین کے مطابق 'قواعد اردو'کے ذریعے اردو کو انگریزی میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ اردو اور انگریزی دونوں ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں، البتہ طرز ادا، محاورے اور مثالیں اگر بالکل مختلف نہیں تو ایک جیسے بھی نہیں ہیں۔[۲۹] روایتی قواعد کی بجائے اردو زبان کی ساخت اور نظام کے تحت کام کرنے کے باوجو د مولوی عبدالحق مکمل طور پر اس سے دامن نہیں بچا سکے ہیں۔ انہوں نے کتاب کے آخر میں رموز اوقاف اور علم عروض کے تحت ان موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔ حالانکہ جدید قواعدی مطالعات میں ان کا ذکر غیر ضروری اور اضافی سمجھا جاتا ہے۔

'آئین اردو' میں مولوی زین العابدین نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے اردو قواعد مرتب کرتے ہوئے عربی یا انگریزی قواعد کی تقلید کی بجائے آئین اردو کا مناسب خیال رکھا ہے۔(۳۰) مولوی زین العابدین کا یہ دعویٰ کسی حد تک درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے اردو کے لسانی نظام کو پیش نظر رکھ کر اردو قواعد مدون کیے ہیں۔ 'مصباح القواعد' اور 'قواعد اردو' کے اثرات پھر بھی ان کی تالیف میں آگئے ہیں۔ ابواب کی ترتیب اور مثالوں میں کافی حد تک وہ مذکورہ کتابوں سے مشابہت ہے۔ تشریحات اور مباحث وغیرہ البتہ مختلف ہیں۔ اردو قواعد کے مسائل کی تشریح وہ اپنے پیش رووٴں سے بہتر کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عام قاری بھی ان مباحث کی باریکیاں کے قابل ہوا۔ ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے اسی لیے موٴلف 'آئین اردو' کو مولوی عبدالحق کے بعد اردو زبان کا مزاج دان کہا ہے۔' مولوی عبدالحق کی کتاب کے بعد سامنے آنے والی قواعد ی کتابوں میں اس کو نمایاں مقام حاصل ہے۔'(۳۱)

'کیفیہ' میں اردو قواعد کے مسائل پر بحث بھی شامل ہے۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی نے اردو قواعد کے موضوعات پر قلم فرسائی کی ہے۔ حروف تہجی، لفظ، مرکبات، اسم، تذکیر و تانیث، حرف، مصادر، فعل، روز مرہ، کلام ، محاورہ جیسے موضوعات پر ان کے خیالات ملتے ہیں۔ اسلوب کے ضمن میں پنڈت کیفی کا نقطہٗ نظر ہے، کہ قواعد نحو اسلوب کی تابع ہے۔ قواعد کلام کی مادی حالت سے متعلق ہوتی ہے ، حقیقت کا ادراک اور واقعات کی صحیح تفہیم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ لہذا اسلوب کے نفسیاتی اصول اور ذوق سلیم سے متصادم نحوی قواعد سے کلام کو نقصان ہی پہنچتا ہے۔ یہ اصول زبان کی زندگی اور ترقی کے لیے مزاحم نہیں ہونا چاہیے۔ اگر اسلوب سلیس اور رواں ہو، تو قواعد میں اسے قبول کرنے کی گنجائش ہونا چاہیے، اور اگر ایسا نہیں تو ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ قواعد زبان کی مرہون منت ہوتی ہے، زبان قواعد کی نہیں۔(۳۲) بیشتر ماہرین قواعد اس مسئلے پر پنڈت کیفی سے متفق ہیں۔ نحو یوں کو ایک حد تک اسلوب سے بحث کرنا چاہیے، کیونکہ بعض اوقات جملے میں الفاظ ، مرکبات یا فقرے قواعد کے برخلاف معنی پیدا کرتے ہیں۔(۳۳) 'کیفیہ' کے بیشتر قواعدی موضوعات میں پنڈت کیفی کی اردو لسانی نظام سے آشنائی ظاہر ہوتی ہے۔

اس مختصر مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیام پاکستان تک اردو میں قواعد نویسی کا ایک قابل قدر مجموعہ مرتب ہوچکا تھا۔ مستشرقین نے جس کام کی ابتدا کی تھی، اس کو ہندوستانی علمائے لسان نے بہ احسن آگے بڑھایا۔ اردو ایک مدت سے ہندوستانی زبانوں میں مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو ادب کی طرح دیگر ہندوستانی زبانوں کی نسبت اردو کا لسانی سرمایہ بھی زیادہ قابل توجہ اور نمایاں ہے۔ چونکہ اردو زبان کا جھکاو عربی و فارسی زبانوں کی جانب قدرے زیادہ ہے ، اس لیے اس کی لسانی تحقیقات پر بھی ان کے اثرات واضح ہیں۔ البتہ جدید اور ہندوستانی لسانی رویے بھی جابجا دکھائی دیتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، لاہور،لاہور اکیڈمی، ص ۲۳

۲۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور،مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص۱۳۸

۳۔ ایم۔بی۔ایمنو، ہندوستان اور لسانیات، بحوالہ خلیل صدیقی، پروفیسر، لسانی مباحث، کوئٹہ،زمرد پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء، ص ۱۱۵

۴۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور،مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص۱۷

۵۔ خلیل صدیقی، پروفیسر، لسانی مباحث، کوئٹہ،زمرد پبلی کیشنز، ص ۲۰۴، ص ۱۴۹

۶۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور،مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص۱۳۸

۷۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)،ایضاً، ص ۱۴۶

۸۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، لاہور،لاہور اکیڈمی ، ص ۱۶

۹۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور،مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص۱۵۴

۱۰۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، لاہور،لاہور اکیڈمی، ص ۱۶

۱۱۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور،مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص۱۸۰

۱۲۔ غلام مصطفی خان، ڈاکٹر، مقدمہ،جامع اقواعد، حصہ نحو، لاہور،مرکزی ترقی اردو بورڈ، ص د

۱۳۔ مولوی عبدالحق، بحوالہ:ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور،مرکزی اردوبورڈ، ۱۹۷۱ء، ص ۱۷۰

۱۴۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور،مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص۱۷۴

۱۵۔ قدرت نقوی، سید، (مرتبہ) لسانی مقالات، (حصہ دوم)، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء، ص ۱۷

۱۶۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، لاہور، لاہور اکیڈمی، ص ۲۲

۱۷۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص۱۷۶

۱۸۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، ایضاً، ص ۱۸۰

۱۹۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، ایضاً، ص۳۲

۲۰۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، ایضاً، ص۳۲

۲۱۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، ایضاً، ص ۲۴

۲۲۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، ایضاً، ص۳۳

۲۳۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء، ص۲۰۷

۲۴۔ اشرف کمال، ڈاکٹر، لسانیات، زبان اور رسم الخط، فیصل آباد، مثال پبلشرز، ۲۰۰۹ء، ص ۱۰۴

۲۵۔ سہیل عباس بلوچ، ڈاکٹر، بنیادی اردو قواعد، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء، ص ۱۹

۲۶۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعد اردو، لاہور، لاہور اکیڈمی، ص ۱۷۵

۲۷۔ قدرت نقوی، سید (مرتب)، لسانی مقالات، حصہ اول، دوم، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء، ص ۲۹۱

۲۸۔ غلام مصطفی، ڈاکٹر، جامع القواعد حصہ نحو، مقدمہ، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۳ء، ص ک

۲۹۔ فرحاد، کوتانوی، مولوی محمد زین العابدین، آئین اردو، میرٹھ، نامی بک ڈپو، ۱۹۲۶ء، ص ۱

۳۰۔ فرحاد، کوتانوی، مولوی محمد زین العابدین، آئین اردو، ایضاً، ص ۱

۳۱۔ غلام مصطفی، ڈاکٹر، جامع القواعد حصہ نحو، مقدمہ، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۳ء، ص ر

۳۲۔ کیفی، برجموہن دتاتریہ، کیفیہ، لاہور، مکتبہ معین الادب، ۱۹۵۰ء، ص ۲۸۰

۳۳۔ غلام مصطفی، ڈاکٹر، جامع القواعد حصہ نحو، مقدمہ، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۳ء، ص س